فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ القرآن

FAIZANE TAJUSHSHARIAH JARI RAHEGA

SHAR'EE COUNCIL OF INDIA BAREILLY SHARIF

شرعی کونسل آف انڈیا

(بریلی شریف)

پانچواں فقہی سیمینار

۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء

موضوع: ۲

حوالہ و دو ملک کی کرنسیوں کے تبادلے کا حکم

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

www.muftiakhtarrazakhan.com

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشہ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

کے

سالانہ فقہی سیمنار

میں ہونے والے

فیصلہ جات

نیچے دیئے گئے لنک پر ملاحظہ کیجئے

https://muftiakhtarrazakhan.com/shareecouncil/

۹۲/۷۸۶

سوال نامہ

حوالہ و دو ملک کی کرنسیوں کے تبادلے کا شرعی حکم

حوالہ کمپنی دو طرح کی ہوتی ہے کچھ تو رجسٹرڈ و منظور شدہ ہوتی ہیں اور کچھ غیر منظور شدہ مگر دونوں ہی قسم کی پرائیویٹ کمپنیوں کا بنیادی کام یکساں ہوتا ہے یہ کمپنیاں ملک و بیرون ملک میں ترسیل زر و مبادلۂ زر کا کاروبار کرتی ہیں اندرون ملک یہ کاروبار دو طرح سے انجام دیا جاتا ہے۔ عموماً اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے، ایک شخص مثلاً زید گھر سے دور کسی شہر میں رہتا ہے وہاں سے وہ جلد از جلد اپنی رقم گھر والوں تک پہنچانا چاہتا ہے۔

زید اپنی رقم لے کر حوالے کا کاروبار کرنے والے فرم سے رابطہ قائم کرتا ہے۔ اور اس فرم کمپنی کو رقم مع فیس دیتا ہے وہ کمپنی مطلوبہ شہر میں اپنے نمائندے یا حلیف کو فون کر دیتی ہے کہ فلاں شخص کو اتنی رقم پہنچادو۔ وہ نمائندہ چند منٹوں یا چند گھنٹوں میں وہ رقم پہنچادیتا ہے۔ ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ طالب حوالہ حوالہ کمپنی سے ادھار معاملہ کرتا ہے بایں طور کہ اتنی رقم میرے فلاں آدمی کو فلاں شہر میں پہنچادو۔ میں ہفتہ عشرہ میں وہ رقم مع فیس ادا کر دوں گا، اب اس کمپنی کا نمائندہ متعلقہ شہر میں نامزد شخص کو رقم دے دیتا ہے۔

بذریعہ حوالہ رقم بھیجنے کے کئی فائدے ہوتے ہیں ایک فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ رقم بہت جلد پہنچ جاتی ہے جب کہ بذریعہ بینک یا ڈاک خانہ رقم بھیجنے میں کافی تاخیر ہو جاتی ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ڈاک خانہ کی فیس سے حوالہ کی فیس نسبتاً کم ہوتی ہے تیسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی از خود رقم لے کر ایک شہر سے دوسرے شہر آئے جائے تو رقم کے چوری ہونے، ضائع ہونے، اچکوں کے ہاتھ لگنے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے اور حوالہ کمپنی کے ذریعہ رقم بھیجنے میں یہ خطرات نہیں ہوتے ہیں۔

غیر منظور شدہ حوالہ کے کاروبار کا تعلق اعتماد پر ہوتا ہے، یہ محض زبانی ہوتا ہے، مگر پر اعتماد ہوتا ہے لیکن اگر خدا نخواستہ رقم ڈوب گئی تو کسی پر دعویٰ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ اس کا کوئی قابل گرفت یا قانونی ریکارڈ نہیں ہوتا۔ اور ملکی قانون کی نگاہ میں اس کاروبار کو جرم بھی تصور کیا جاتا ہے۔

یہ کاروبار شرعی نقطۂ نگاہ سے بھی حوالے کے زمرہ میں آتا ہے کیوں کہ اس پر حوالہ کی تعریف صادق آتی ہے۔ "تنویر الابصار" و "درمختار" میں حوالہ کی تعریف یہ کی گئی ہے:

ھی لغۃ النقل و شرعا نقل الدین من ذمۃ المحیل إلی ذمۃ المحتال علیہ المدیون محیل و الدائن محتال و محتال لہ و محال و محال لہ و یزاد خامس و ھو حویل و من یقبلھا محتال علیہ و محال علیہ و المال محال بہ۔ (ج۸ ص ۱ تا ۵ کتاب الحوالہ)

کفایہ میں ہے:

وھی فی الشریعۃ نقل الدین من ذمۃ المحیل إلی ذمۃ المحال علیہ۔ (حاشیۂ ہدایہ ج۳ ص ۱۲۹)

"بہار شریعت" میں اس کا خلاصہ بایں الفاظ ہے:

"دین کو اپنے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ کی طرف منتقل کر دینے کو حوالہ کہتے ہیں مدیون کو محیل کہتے ہیں اور دائن کو محتال، اور محتال لہ، اور محال اور محال لہ اور حویل کہتے ہیں، اور جس پر حوالہ کیاجائے اس کو محتال علیہ اور محال علیہ کہتے ہیں اور حال کو محال بہ کہتے ہیں"۔(بہار شریعت ج ۱۲ص ۳۸)

اگر یہ دین قرض کی جہت سے ہو تو دشواری یہ ہے کہ یہاں طالب حوالہ مقرض ہے جو سقوط خطر طریق کا فائدہ اٹھارہا ہے جو ناجائز ہے تو یہ سفتجہ یا ہنڈی کے زمرے میں داخل ہو جائے گا "ہدایہ" میں ہے:

ویکرہ السفاتج وھی قرض استفاد بہ المقرض سقوط خطر الطریق وھذا نوع نفع استفید بہ وقد نھی الرسول علیہ السلام عن قرض جر نفعاً۔

کیا مروّجہ حوالہ میں سودی بلا سے مکمل یا جزوی طور پر بچنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے جو فتاویٰ رضویہ میں مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ذکر فرمایا۔ ایک استفتاء کے جواب میں وہ فرماتے ہیں:

"قرض تحویل کرا دینے کی رائے بالکل خیر ہے زید اس دوسرے ہندو کو پانچ ہزار اڑتیس خالص قرض کی نیت سے دے پانچ ہزار سے جتنا زیادہ دیتا ہے اس میں پہلے ہندو کے سود کی نیت نہ کرے پھر پہلے ہندو سے کہہ کر اس کا قرضہ دوسرے پر اتروادے اور اس میں قانونی احتیاط کرلے کہ دھوکہ نہ پائے یوں بالکل سود دینے سے زید بچ جائے گا چالیس پچاس روپیہ جو زیادہ جائے گا وہ یوں ہوگا کہ قرض دیا تھا۔ اور مارا گیا یا قرض دار پر چھوڑ دیا محسوب نہ ہوگا۔ رہا یہ کہ وہ دوسرا ہندو اس روپئے کو سود پر چلائے گا یہ اس کا فعل ہے بلکہ تنہا اس کا بھی فعل نہیں جب تک اسے کوئی قرض لینے والا نہ ملے تو اس کا الزام زید پر نہیں آسکتا ہے: قال تعالیٰ "لاتزر وازرۃ وزر اخری" ہدایہ میں ہے "انما المعصیۃ بفعل المشاجر وھو مختار فیہ فقطع نسبتہٗ عنہ" یونہیں اگر بعض قرض کے ساتھ ایسا کر سکے تو بعض ہی سے سہی کہ جتنی معصیت سے بچے یا جتنا مال حرام میں دینے سے محفوظ رہ سکے اس قدر کی تدبیر واجب ہے"۔(فتاویٰ رضویہ ہفتم ص ۲۸۵)

یا اس معاملے کو بیع وشراء یا اجارہ قرار دیا جائے؟

دو ملک کے کرنسیوں کے تبادلہ کی نوعیت کچھ اس طرح ہوتی ہے۔ ایک ملک سے دوسرے ملک کرنسی بھیجنے والا عموماً بعینہ وہ کرنسی نہیں بھیجتا بلکہ حوالہ کمپنی سے معاملہ کرتا ہے۔ کمپنی کو اپنی کرنسی دیتا ہے اور کمپنی دوسرے ملک میں اپنے نمائندے کے ذریعے اس کرنسی کی مالیت کی بقدر معاملہ کرنے والے شخص کے متعلق کو ادا کر دیتی ہے۔ یہ صورت حال قرض کی ہے یا بیع وشراء کی یا اجارہ کی۔ قرض کی ہو تو محذور مذکور یہاں بھی لازم، اجارہ ہو تو اجیر پر بعینہ وہ رقم پہنچانا لازم، ورنہ بوجہ تصرف امانت غاصب ٹھہرے گا اور مستحق اجیر نہ رہے گا۔

فی الھندیۃ عن التتارخانیۃ لو استاجر لیعمل ھذہ الدراھم الی فلان فانفقھا فی نصف الطریق ثم دفع مثلھا الی فلان فلا اجر لہ لانہ ملکھا باداء الضمان۔ جب کہ صورت مبحوث عنہا میں بدل پہنچایا جاتا ہے نہ کہ اصل۔

اور اگر بیع وشراء قرار دیا جائے جب بھی دشواری یہ ہے کہ اگر دو ملک کی کرنسیاں جنس واحد ہوں تو تعیین بھی ضروری ہے اور قبضہ بھی۔ ورنہ ادھار ہونے کی وجہ سے حرام ہوگا۔(فی الھدایہ) اذا وجد احدھما وعدم الآخر حل التفاضل حرم النساء۔

(ج ۳ ص ۷۹ کتاب البیوع)

جبکہ حوالہ اور کرنسیوں کے تبادلہ میں یہ شرط عموماً مفقود ہوتی ہے۔ہاں اگر دوملکوں کی کرنسیوں کو دو جنس مانا جائے تو قبضہ کی شرط نہ ہوگی۔

اس نوع کی ترسیل زرو مبادلۂ زر اور کاروبار کی شرعی حیثیت پر غور کر کے حکم شرعی واضح کرنا ہے۔ جس کے لئے درج ذیل سوالات آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

(۱) حوالہ و دو ملک کی کرنسیوں کے ادھار تبادلے کا معاملہ سفتجہ وہنڈی ہے یا اجارہ یا قرض یا بیع وشراء یا من وجہ قرض و من وجہ اجارہ؟

(۲) اور بہر صورت اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اگر حوالہ کے ذریعے رقم کی ترسیل و تبادلہ کا معاملہ ناجائز ہو تو اس کے جواز کا کوئی حیلہ ہے یا نہیں؟

(۳) اس ضمن میں یہ وضاحت بھی مطلوب ہے کہ دو ملک کی کرنسیاں جنس واحد ہیں یا مختلف جنس؟

(۴) منظور شدہ کمپنی وغیر منظور شدہ کمپنی سے حوالہ و تبادلہ کے احکام یکساں ہوں گے یا مختلف ہوں گے؟ کیا مسلمانوں کو غیر منظور شدہ کمپنیوں سے رقم منگوانا جائز ہوگا؟

(۵) حوالہ کا کاروبار ملکی قانون کی رو سے جرم ہے، تو کیا مسلمانوں کو یہ اجازت ہوگی کہ وہ حوالہ کا کاروبار کریں؟

امید کہ درج بالا سوالات کے تحقیقی جواب سے شاد کام فرمائیں گے۔

والسّلام

(مفتی) آل مصطفی مصباحی
رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف
خادم جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

۹۲/۷۸۶

فیصلہ

حوالہ و دو ملک کی کرنسیوں کے تبادلے کا شرعی حکم

فیصلہ و تجویز: حوالہ و دو ملک کی کرنسیوں کے تبادلے کا شرعی حکم

فقہی سیمینار مورخہ ۲۲/۲۳/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ کی دوسری اور تیسری نشستوں میں کرنسی نوٹوں اور ان کے حوالہ کاروبار سے متعلق بحثوں کا اختتام درج ذیل فیصلوں پر ہوا۔

(۱) ہر قسم کے کرنسی نوٹ خواہ ایک ملک کے ہوں یا مختلف ملک کے سبھی ثمن اصطلاحی اور مال متقوم ہیں کما ھو مصرح فی الفتاویٰ الرضویۃ مرارا کثیرۃ وعلیہ العمل عند علماء العالم قاطبۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ممالک مختلفہ کے کرنسی نوٹ اگرچہ مختلف ناموں سے موسوم ہوں نوع واحد ہیں کہ ان سب کی اصل کاغذ ہے اور اغراض و مقاصد بھی متحد ہیں یعنی قوت خرید، اگرچہ کرنسی نوٹ مالیت میں مختلف ہیں اور یہ اختلاف تقوم کی قلت و کثرت کا ہے نہ کہ نوع کا یہ ایک ملک کے مختلف المالیۃ کرنسی نوٹ کی طرح ہیں۔

(۳) کرنسی نوٹوں کو دوسرے نوٹوں سے خواہ ایک ملک کے ہوں یا چند ممالک کے (تعیین البدلین) کے ساتھ ان پر لکھی ہوئی قیمتوں سے کم و بیش پر بیع کرنا جائز ہے البتہ ثمنیت کی وجہ سے احد البدلین پر قبضہ ضروری ہے جیسا کہ "فتاویٰ رضویہ" کے رسالہ "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" میں ہے:-

"وتحقیق ذالک ان بیع النوط بالدراھم کالفلوس بھا لیس بصرف حتی یجب التقابض فان الصرف بیع ما خلق للثمنیۃ بما خلق لھا کما فسرہ بہ البحر والدرو غیرھما ومعلوم ان النوط والفلوس لیست کذالک وانما عرض لھا الثمنیۃ بالاصطلاح مادامت تروج والافعروض وبعدم کونہ صرفا صرح فی ردالمحتار عن البحر عن الذخیرۃ عن المشائخ فی باب الربا نعم لکونھا اثمانا بالرواج لابد من قبض احد الجانبین والا حرم لنھیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن بیع الکالی بالکالی والمسألۃ منصوص علیھا فی مبسوط الامام محمد واعتمدہ فی المحیط للامام السرخسی والحاوی والبزازیۃ والبحر والنھر وفتاویٰ الحانوتی والتنویر والھندیۃ وغیرھا وھو مفاد کلام الاسبیجابی کما نقلہ الشامی عن الزین عنہ"۔ (فتاویٰ رضویہ ۷/ ۱۴۷، رضا اکیڈمی ممبئی)

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان "بہار شریعت" میں فرماتے ہیں:

"نوٹ کو نوٹ کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر دونوں معین کرلیں تو ایک نوٹ کے بدلے میں دو نوٹ بھی خرید سکتے ہیں جس طرح ایک پیسے سے معین دو پیسوں کو خرید سکتے ہیں روپوں سے اس کو خریدا یا بیچا جائے تو جدا ہونے سے پہلے ایک پر قبضہ ہونا ضروری ہے جو رقم اس پر لکھی ہوتی ہے اس سے کم و بیش پر بھی نوٹ کا بیچنا جائز ہے دس کا نوٹ پانچ میں بارہ میں بیع کرنا درست ہے جس طرح ایک روپے سے ۶۴ پیسے کی جگہ سو پیسے یا پچاس پیسے بیچے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں"۔

(بہار شریعت ۱۱/۷ ۲۰ بیع صرف کا بیان فاروقیہ بکڈپو)

(۴) ایک ملک کے کرنسی نوٹوں کو حوالہ کمپنی کے ذریعہ اجرت پر دوسرے ملک تک اس طرح بھیجنا کہ اس دوسرے ملک کے کرنسی نوٹ ادا کئے جائیں یہ منی آرڈر کی طرح تصحیحاً للعقد جائز ہے "فتاویٰ رضویہ" میں حاجت تصحیح عقد کے متعلق ہے۔

"یشیر الی الجواب بأن الحاجة الی تصحیح العقد تکفی قرینته علی ذالك ولا یلزم کون ذلك ناشئا عن نفس ذات العقد کمن باع درهما ودینارین بدرهمین و دینار یحمل علی الجواز صرفا للجنس الی خلاف الجنس مع أن نفس ذات العقد لا تأبی مقابلة الجنس بالجنس واحتمال الربا کتحققه فما الحامل علیه الا حاجة التصحیح وکم له من نظیر" (حاشیہ فتاویٰ رضویہ ۷/۱۶۰ رضا اکیڈمی ممبئی)

"ہدایہ" میں ہے:

ولنا أن المقابلة المطلقة تحتمل مقابلة الفرد بالفرد کما فی مقابلة الجنس بالجنس وانه طریق متعین لتصحیحه فتحمل علیه تصحیحا لتصرفه وفیه تغییر وصفه لا اصله لانه یبقی موجبه الاصلی وهو ثبوت الملك فی الکل بمقابلة الکل وصار هذا کما اذا باع نصف عبد مشترك بینه وبین غیره ینصرف الی نصیبه تصحیحا لتصرفه بخلاف ما عد من المسائل۔ (ہدایہ اخیرین ص ۱۰۷ کتاب الصرف)

اس کے تحت "فتح القدیر" میں امام ابن ہمام فرماتے ہیں:

"ولکن الاصحاب اقتحموه بناء علی أصل اجماعی وهو أن مهما أمکن تصحیح تصرف المسلم العاقل یرتکب وله نظائر کثیرة"۔ (فتح القدیر ۶/۲۶۹ کتاب الصرف بیروت)

(۵) حوالہ کمپنی کے ذریعہ کسی ملک کی کرنسی دوسرے ملک میں اجارہ پر اس طرح بھیجنا کہ اس دوسرے ملک کی کرنسی ادا کی جائے منی آرڈر کی طرح اجارہ ہے جو قرض پر مشتمل ہے۔

(۶) حکومتوں کے رجسٹرڈ بینک اور صرافہ کے حکومت سے مجاز دفاتر ایک ملک کی کرنسی دوسرے ملک کی کرنسیوں کی شکل میں کسی ملک یا شہر سے دوسرے ملک یا شہر تک اجرت و کمیشن پر پہنچاتے ہیں یہ صورت بھی منی آرڈر کی طرح جائز ہے: لان قراطیس النوط مختلفة المالیة نوع واحد۔ یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ بینک کا ڈرافٹ صرف ایک رسید ہے نہ کہ ثمن یا مبیع اسی لئے ضائع ہونے کی صورت میں دوسرا ڈرافٹ بینک ادا کرنے پر مجبور ہے۔

(۷) حکومت کی طرف سے غیر منظور شدہ بعض اشخاص اجرت پر کرنسیاں مابین الممالک منتقل کرتے ہیں ایسے دفاتر و اشخاص بعض اوقات قانونی گرفت میں آجاتے ہیں اور ان کو دی گئی رقمیں یا تو قُرق ہو جاتی ہیں یا جرمانہ و رشوت میں خرچ ہو جاتی ہیں اور مرسل الیہ یا محال لہ کو نہیں پہنچتی ہیں۔ ایسے لوگوں سے اجارہ کے کاروبار میں ضیاع مال و ذلت نفس کا اندیشۂ قوی ہے ایسے لوگوں سے مراسلت رقوم کا اجارہ نہ کیا جائے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

الثانیة ان من الصور المباحة ما یکون جرماً فی القانون ففی اقتحامه تعریض النفس للاذی والاذلال وهو لا یجوز فیجب التحرز عن مثله وما عدا ذلك مباح سائغ لا حجر فیه۔ (فتاویٰ رضویہ ۷/۱۱۵)

(۸) بعض صرافے صرف یہ بتاتے ہیں کہ فلاں کرنسی نوٹ کی ہندوستانی کرنسی ہندوستان میں اتنی دی جائے گی وہ مقدار اجرت ظاہر نہیں کرتے حالانکہ عاقدین میں سے ہر ایک کو یہ معلوم ہے کہ قابل ادا کرنسی اجرت وضع کر کے طے ہو رہی ہے اس صورت مسئلہ میں مرسل پر اجرت کی جہالت مفضی الی النزاع نہ ہونے کی وجہ سے یہ عقد اجارہ جائز ہے فاسد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❊ ❊ ❊